شکرال کے جیالے

ابن صفی (بی۔اے)

ابن صفی (بی۔اے)

نام کتاب	:	شکرال کے جیالے
مصنف	:	ابنِ صفی (بی۔اے)
کمپوزنگ	:	محسن قاضی
صفحات	:	19
پیشکش	:	دی گریٹ ابن صفی فینز کلب

جیسے ہی اس کا گھوڑا گلی میں داخل ہوا باہر چبوترے پر بیٹھے ہوئے لوگ بھی کرزک میں داخل ہو گئے وہ کوئی اجنبی تھا لیکن اس کے تیور انہیں اچھے نہیں لگے تھے۔ اس کے جسم پر بہت پرانا چرمی لباس تھا اور دونوں ہولسٹروں میں اعشاریہ چار پانچ کے ریوالور دور سے بھی دیکھے جا سکتے تھے۔ اس نے گھوڑا گلی میں باندھ دیا اور کرزک میں داخل ہونے کی بجائے حجام کی دوکان میں گُھس گیا۔ یہاں کچھ لوگ پہلے ہی سے موجود تھے جن میں اس کی موجودگی سے خاصی سراسیمگی پھیل گئی۔ حجام بھی کسی قدر نروس نظر آنے لگا۔ لیکن اجنبی اپنی باری کے انتظار میں بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد حجام نے پوچھا۔ ”شاید تم یہاں کے نہیں ہو۔“

”میں گلترنگ سے آیا ہوں۔“ اجنبی نے جواب دیا۔

”آہا۔ تبھی تو تمھارے چہرے پر اتنا نور ہے۔“

"بکواس مت کرو۔ میں بہت گنہگار آدمی ہوں۔"

حجام خاموش ہو گیا۔ جب سارے لوگ رخصت ہو گئے تو حجام اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"بس خط بنادو۔!"

حجام نے چپ چاپ تعمیل کی اور خط بنا کر اس سے تین کالی ٹکیاں وصول کیں جو اُس کے معاوضے سے کہیں زیادہ تھیں۔ اس نے بڑی فراخدلی سے شکریہ ادا کیا۔

"کیا یہاں کسی کے مہمان ہو۔!" اس نے اجنبی سے پوچھا۔

"نہیں۔ لیکن کہیں نہ کہیں قیام ضرور کروں گا۔"

"مویشی خریدنے آئے ہو۔"

"چلو یہی سمجھ لو۔" اجنبی مسکرایا۔

"خاصی رقم بھی ساتھ ہو گی۔"

"تم نے اندازہ نہیں لگایا کہ میں نے ایک کی بجائے تمہیں تین کالی ٹکیاں دی ہیں۔"

"گلترنگ کے لوگوں پر خانقاہ کا سایہ ہے۔ رب عظیم کی عنایت ہے۔"

"تم بہت اچھے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ اب یہ بھی بتادو کہ مجھے کہاں قیام کرنا چاہیے۔"

"میں تو تم سے یہ کہنے والا تھا کہ جتنی جلد ممکن ہو یہاں سے چلے جاؤ۔"

"بھلا وہ کیوں۔"

"ہوشنگ برابر والے کزک میں موجود ہے۔ اس سے بڑا لٹیرا آج تک میری نظر سے نہیں گزرا لیکن تم یہ بات بھول جاؤ گے کہ میں نے یہ بات تمہیں بتائی تھی کیونکہ وہ بستی کا سردار بھی ہے۔"

"ہوشنگ ہی تو مویشیوں کا تاجر بھی ہے۔"

"ہے تو، لیکن لٹیرا ہے۔ تم سے رقم بھی کھری کرے گا اور راستے ہی میں اُس کے گرگے تم سے مویشی بھی چھین لے جائیں گے۔ اور شاید تم تنہا بھی ہو۔"

”فی الحال...!“

”کتنے ساتھی ہیں!“

”نہ جانے کتنے ہی ساتھی یہیں پیدا ہو جائیں گے۔ ہوشنگ سے ایک پُرانہ حساب بھی چکانا ہے۔“

”اوہو۔ تم تو واقعی خطرناک ہوتے جارہے ہو۔“

”تو ہوشنگ کزک میں موجود ہے۔ ذرا اُس کا حلیہ تو بتاؤ۔“

”مگر میرا نام نہ آنے پائے۔“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔“

”سب سے گھنی سفید مونچھوں والا جس کے پیچھے دو بندوقچی موجود ہونگے۔ اس وقت شاید جوا کھیل رہا ہے کوئی اناڑی پھنس گیا ہے۔“

”آہا! تو جواری بھی ہے۔“

”پتوں کے کھیل کا ماہر ہے۔ اس سے کوئی پار نہیں پا سکتا۔“

”اچھا دوست بہت بہت شکریہ یہ دو ٹکیاں اور رکھو۔ بطور اظہار دوستی!“

”گلترنگ کا نام اونچا رہے۔ مگر دوست تم نے اپنا نام نہیں بتایا۔“

”روشن کہتے ہیں لوگ مجھے۔“

”واقعی تمہاری آنکھیں بہت روشن ہیں۔ مجھے تو کوئی بڑے سردار لگتے ہو۔“

”نہیں میں بہت معمولی آدمی ہوں۔“

وہ حجام کی دوکان سے نکل کر کزک میں داخل ہوا اور پل بھر کے لیے ایسا لگا جیسے وہاں سناٹا چھا گیا ہو۔

بلند و بالا آدمی تھا۔ دروازے کے قریب ہی رُک کر گرد و پیش کا جائزہ لینے لگا۔ حتیٰ کہ سفید مونچھوں والا ہوشنگ بھی اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ لیکن وہ خود کسی پر بھی خصوصی توجہ

دیئے بغیر میر کزک تک پہنچا اور تیال کا ایک گلاس طلب کیا۔

"خوش آمدید!" میر کزک نے بڑی خوش اخلاقی سے کہا اور کاؤنٹر کے پاس ہی اس کے لیے ایک مونڈھا ڈلوا دیا۔

تیال کا گلاس اُسے پیش کیا گیا۔ تیال شکرال کے علاقے کی خاص قسم کی شراب تھی۔ جو کالے دانے سے بنائی جاتی تھی۔

"کہیں باہر سے آرہے ہو۔" میر کزک نے پوچھا۔

"گلترنگ سے۔"

"رب عظیم کا نام اونچا رہے۔" میر کزک نے کہا اور تھوڑی دیر کچھ سوچتے رہنے کے بعد بولا! "شنگشت تو نہیں ہو۔"

"نہیں میں ایک گنہگار آدمی ہوں۔" روشن نے جواب دیا۔

"اچھا تو پھر ایسا بھی نہیں لگتا کہ تم یہاں کام کی تلاش میں آئے ہو!"

"یہ میں نے کب کہا ہے!"

اتنے میں ہوشنگ کی میز سے آواز آئی۔ "اور ہے کوئی جو اپنی جیب خالی کرانا چاہتا ہو۔"

روشن چونک کر مڑا دونوں کی نظریں چار ہوئیں اور ہوشنگ اپنی جگہ سے اٹھ کر روشن کے قریب آکھڑا ہوا۔

اور اُسے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے کوئی گھوڑا کزک میں گھس آیا ہو۔

"کیا ارادے ہیں۔" روشن نے مضحکانہ انداز میں پوچھا۔

"ہر اجنبی کو معلوم ہونا چاہیے کہ میرا نام ہوشنگ ہے۔"

"واہ...!" روشن خوش ہو کر بولا۔ "مجھے تمہیں ڈھونڈنا نہیں پڑا۔"

"اخّاہ! تو کیا تم مجھ سے ملنا چاہتے تھے۔"

"صرف تم سے ملنے کے لیے گلترنگ سے یہاں آیا ہوں۔"

"اوہ تو آؤ... میری میز پر۔"

روشن نے اپنی تیمال کی قیمت ادا کرنی چاہی لیکن ہوشنگ نے اونچی آواز میں میر کزک سے کہا۔ "میرے حساب میں ڈالو۔ یہ ہمارا مہمان ہے۔"

وہ روشن کو اپنی میز پر اُٹھا لایا۔ ہارا ہوا جواری اَب بھی وہیں موجود تھا۔ اور ہوشنگ کو ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اُس سے اپنی کچھ رقم واپس لینا چاہتا ہو۔

آخر اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ "سردار ہوشنگ صرف اتنا کہ میں اس وقت اپنا پیٹ بھر سکوں۔"

ہوشنگ نے الٹا ہاتھ اس کے مُنہ پر رسید کیا اور وہ کرسی سمیت اُلٹ گیا۔ روشن کے چہرے کی رنگت بدل گئی اور اس نے اُٹھ کر اُسے سنبھالنے کی کوشش کی۔

"ہٹ جاؤ۔" ہوشنگ دہاڑا۔

"میں گلترنگ سے آیا ہوں۔ ہوشنگ۔" روشن نے کہا۔

"تم آسمان سے اُترے ہو۔ تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" ہوشنگ نے کہا اور اپنے دونوں مسلح آدمیوں سے کہا کہ ہارے ہوئے جواری کو اُٹھا کر باہر پھینک دیں۔

اچانک روشن کے دونوں ہولسٹروں سے ریوالور نکل آئے۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ سردار ہوشنگ۔" وہ کسی چیتے کی طرح غُرایا۔ "یہ اَب میری امان میں ہے۔"

"تم گلترنگ کے مجاور مجھ سے ٹکر لوگے۔" ہوشنگ آپے سے باہر ہوتا ہوا بولا۔

"ہم ربِ عظیم کے سپاہی ہیں۔ اس قصّے کو یہیں ختم کردو۔ یہ میری درخواست ہے۔ میں اپنے ریوالور استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ رَبِ عظیم کے نام پر رحم کرنا سیکھو۔"

ہوشنگ بیٹھ کر ہانپنے لگا۔ اس کے مسلح سپاہی بھی پیچھے ہٹ گئے۔

روشن نے گرے ہوئے آدمی کو اٹھایا اور صدر دروازے کی طرف لے چلا۔ چند کالی

ٹکیاں اس کے حوالے کیں اور باہر نکال دیا۔

”میرا نام نیرنگ ہے، میں تمہیں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔“ ہارے ہوئے جواری نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر ایک گلی میں نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

روشن پھر ہوشنگ کی میز کی طرف پلٹ آیا۔

”میں مویشیوں کا سودا کرنے آیا تھا سردار ہوشنگ۔ جو انہیں کھیلتے گلترنگ والے۔“

”مجھے اس پر حیرت ہے کہ گُلترنگ والے زندہ کیسے رہتے رہتے ہیں۔“

”ربِ عظیم کا کرم ہے کہ زندہ ہیں اور بیدار بھی۔“

”کتنے آدمی ہیں تمہارے ساتھ۔“ ہوشنگ نے پوچھا۔

”تنہا آیا ہوں۔“

ہوشنگ نے قہقہہ لگایا۔ اور بولا۔ ”سادہ لوح بھی ہوتے ہیں گلترنگ والے۔ تم تنہا مویشی ہانک لے جاؤ گے۔“

”رب عظیم کے نام پر دس ساتھی تیار ہو جائیں گے۔“

”اس وہم میں نہ رہنا۔ یہاں کوئی بھی تمہارا ساتھ نہیں دے گا۔“

”تم بتاؤ مویشی فروخت کرو گے یا نہیں۔“

”کس قسم کے مویشی۔ سینگوں والے یا بغیر سینگوں والے۔“

”دونوں طرح کے۔“

”لیکن اس کی ذمہ داری نہیں لی جاسکے گی کہ وہ گلترنگ پہنچتے بھی ہیں یا نہیں۔“

”تم یہاں مجھ سے قیمت لوگے اور اپنی حدود سے باہر نکلنے میں مدد دوگے صرف اتنی ہی ذمہ داری ہوگی تم پر۔“

”سودا کب کروگے۔“

”کل اسی وقت۔ یہیں...“

"نہیں! سودا میرے گھر پر ہو گا۔"

"مجھے منظور ہے۔" روشن نے کہا۔

"اور تمہارا قیام بھی میرے گھر ہی پر ہو گا۔"

"لیکن جوا پھر بھی نہیں ہو گا، سردار ہوشنگ!"

"اگر تم خود کو اس سے بچا سکے تو بے شک نہیں ہو گا۔"

"تو پھر میں چلوں..."

"ضرور ضرور۔" ہوشنگ اُٹھتا ہوا بولا۔

پھر چار گھوڑے ایک ساتھ گلیوں میں دوڑے تھے اور حجام نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا۔ "آخر کار گلترنگ کا مجاور کافروں کے ہتھے چڑھ گیا۔" پھر وہ کزک میں گھس کر سیدھا میر کزک کی طرف چلا گیا۔

"کیوں۔ میر آب کیا ہو گا۔" اس نے اس سے پوچھا۔

"مارا گیا مفت میں! میں نے بہت چاہا تھا کہ وہ ہوشنگ کی نظروں میں آئے بغیر یہاں سے نکل جائے لیکن ایسا نہ ہو سکا۔"

ہوشنگ کے ہاتھوں پٹنے والا نیرنگ دُم دبا کر بھاگا نہیں تھا۔ بلکہ کسی شکاری کُتّے کی طرح اُس کی گھات میں تھا۔ ہوشنگ اور روشن شاید اسے فراموش بھی کر چکے تھے۔ لیکن انہیں علم نہیں تھا کہ وہ ایک ماہر فن عیّار ہے۔ پتہ نہیں کس بنا پر ہوشنگ کے ہاتھوں لٹ گیا تھا۔ لیکن وہ نیرنگ ہی کیا جو اپنی پونجی اس طرح ضائع کر دیتا۔

ہوشنگ روشن سمیت اپنے مکان میں داخل ہو گیا۔ اس کی روشن کھڑکیوں کے گرد و پیش میں پھیلے ہوئے درختوں کے جُھنڈ تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے اور اُسی تاریکی نے نیرنگ کو بھی نِگل لیا۔

ہوشنگ روشن کو راستے بھر اپنی باتوں سے مرعوب کرتا آیا تھا۔ وہ تو یہی سمجھتا رہا تھا کہ وہ

اُسے مرعوب کر رہا ہے۔ لیکن روشن دل ہی دل میں ہنستا رہا تھا۔ ہوشنگ کے دونوں حاشیہ بردار بھی ساتھ تھے۔ اور اُس کے مکان میں تو روشن کو آدمیوں کا ایک جنگل نظر آیا۔

مکان کیا تھا۔ اچھی خاصی سرائے تھی۔ بہت بڑے بڑے کمرے تھے جہاں لوگ میزوں پر بیٹھے یا کھانا کھا رہے تھے۔ یا تیمال پی رہے تھے تھے اور اِدھر اُدھر گوشوں میں مسلح نگراں لوگ بھی موجود تھے۔ روشن سوچ رہا تھا کہ اس نے یہاں آکر غلطی کی ہے اُسے حجام کی بات پر کان دھرنا چاہیے تھا۔

دفعتاً ہوشنگ نے کسی کو آواز دی۔ ”تانیا۔!“

اور ایک شوخ و شنگ لڑکی دوڑتی ہوئی اس کی طرف آئی۔ ہوشنگ نے روشن کی طرف دیکھ کر کہا۔ ”مہمان...! انہیں ان کے کمرے میں لے جاؤ۔ اگر انہیں کوئی تکلیف ہوئی تو تمہاری کھال گرادوں گا۔“

”بہت اچھا سردار...!“ وہ شوخی سے بولی اور پھر روشن سے کہا۔ ”میرے ساتھ چلیے جناب!“

روشن دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اس کے پیچھے ہولیا۔ زینے طے کر کے وہ عمارت کی پہلی منزل پر پہنچی اور ایک کمرے کا دروازہ کھولنے لگی۔ ساتھ ہی کہتی جارہی تھی۔ ”سردار ہوشنگ بادشاہ ہیں۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ وہ آپ کے میزبان بنے ہیں۔“

پھر کمرے کا دروازہ کھول کر اس نے بڑے ادب سے کہا۔ ”اندر تشریف لے چلیے!“

روشن نے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے کہا۔ ”تم اندر جا کر روشنی کردو۔“

”جی بہت بہتر۔“ وہ پر معنی انداز میں مُسکرائی۔ اور اندر چلی گئی۔ اس نے شمع روشن کردی۔ دھندلا سا اُجالا کمرے میں پھیل گیا۔

”آپ کھانے سے قبل تیمال پینا پسند فرمائیں گے سردار“ تانیا نے پوچھا۔

”نہیں صرف کھانا کھاؤں گا۔“

"اُس کے بعد۔" تانیا نے بڑی ادا سے پوچھا۔

"اُس کے بعد آرام کروں گا۔"

"رقص نہیں دیکھیں گے۔!"

"گلترنگ کے سپاہی فضول باتوں میں نہیں پڑتے۔"

"آہا تو آپ گلترنگ سے آئے ہیں۔" تانیا نے حیرت سے کہا۔

"ہاں۔ میں گلترنگ سے آیا ہوں۔"

"مگر کیوں؟ نیک آدمیوں کا اس علاقے میں کیا کام!"

"سردار ہوشنگ سے جانوروں کا سودا ہو گا۔"

"اور آپ کو یقین ہے کہ آپ وہ جانور یہاں سے لے جا سکیں گے!"

"کیوں نہیں...!"

"کتنے آدمی ساتھ لائے ہیں۔"

"رب عظیم کے نام پر بہتیرے یہیں سے تیار ہو جائیں گے۔"

"آپ نے بہت بُرا کیا ہے سردار۔ میرا پیشہ بُرا ہے لیکن میں رب عظیم سے ڈرتی ہی رہی ہوں اور گلترنگ کی زیارت گاہ کو اپنی رہنما سمجھتی ہوں۔"

"کیا میرا بھید لینے کی کوشش کر رہی ہوں۔" روشن نے کسی قدر تلخ لہجے میں سوال کیا۔

تانیا کا چہرہ اُتر گیا۔ لیکن وہ فوراً ہی سنبھل کر بولی۔

"ہاں میرے بارے میں ایسا سوچا جا سکتا ہے سردار کیونکہ میں سردار ہوشنگ کی نمک خوار ہوں اور وہ اِس وقت یہی سمجھ رہا ہو گا کہ میں آپ کو جوا کھیلنے کے لیے شیشے میں اتار رہی ہوں گی۔"

"تین چاند پہلے کی بات ہے۔" روشن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "ایک آدمی ہوشنگ سے جانوروں کا سودا کرنے آیا تھا۔ اس کے ساتھ جانوروں کی دیکھ بھال کرنے والے بھی تھے وہ اپنے

ساتھ سونے کے سکّے بھی لایا تھا! لیکن آج تک نہ وہ لوگ منزلِ مقصود پر پہنچ سکے اور نہ جانور۔"

"کیہان سرفروش کی بات تو نہیں کررہے۔" تانیا نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ہاں۔وہی...!"

"اس نے تو یہاں خودکشی کرلی تھی۔ اور اس کے ساتھی جواب طلب کئے جانے کے خوف سے یہیں رہ گئے تھے اور آج تک سردار روشن کی غلامی کئے جارہے ہیں۔"

"کیہان نے خودکشی کیوں کی تھی۔"

"میری ہی جیسی ایک لڑکی نے اُسے جُوا کھیلنے پر اکسایا تھا اور وہ ساری رقم ہار گیا تھا۔ اِس کے بعد اس نے سامنے والے درخت کی ایک شاخ سے رَسّی لٹکائی تھی اور پھندا گلے میں ڈال کر جھول گیا تھا۔"

روشن سوچنے لگا کہ ہوشنگ نے گلترنگ کے حوالے پر کیہان سرفروش کا نام نہیں لیا تھا۔ حالانکہ یہ زیادہ دنوں کی بات نہیں تھی۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ وہ جانوروں کی خریداری کو محض بہانہ سمجھا ہو۔ اچھی طرح جانتا ہو کہ روشن کیہان کی تلاش میں یہاں آیا ہے۔ لہٰذا اَب اُسے بہت زیادہ محتاط ہو جانا چاہیے۔ اُس نے تانیا سے کہا۔ "کیا تم میرے لیے اتنا کر سکتی ہو کہ ہوشنگ کو صرف آج رات کے لیے مطمئن کردو۔ یعنی اسے باور کرا دو کہ میں آج رات صرف اپنی تھکن اُتارنا چاہتا ہوں۔ کل ضرور جوا کھیلوں گا۔"

"میرے لیے ناممکن نہیں ہے۔" تانیا مسکرا کر بولی۔ "میں اس زندگی سے تنگ آگئی ہوں۔ اگر آپ اپنے ارادوں میں کامیاب ہوئے تو آپ کے ساتھ گلترنگ نکل چلوں گی۔"

"ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ بس اب جاؤ اور میرے لیے کھانے کا انتظام کرو۔"

روشن نے کہا اور وہ چلی گئی۔ روشن نے اٹھ کر دروازے کی کُنڈی اندر سے لگادی۔ اِتنا کچھ معلوم ہو جانے کے بعد وہ غیر محتاط نہیں رہنا چاہتا تھا۔ آدھی ساعت کے بعد دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ اُس نے اُٹھ کر کُنڈی گرائی۔ تانیا اُس کے لیے کھانا لے آئی تھی۔

"کوئی خاص خبر۔" روشن نے آہستہ سے پوچھا۔

"نہیں سردار۔ مجھ سے مزید کچھ نہیں کہا گیا۔ میں نے سردار ہوشنگ تک آپ کا پیغام پہنچایا تھا۔ وہ سر ہلا کر رہ گیا تھا۔ کچھ بولا نہیں تھا۔"

"کیا وہ کچھ متفکّر سا نظر آنے لگا ہے۔"

"ہرگز نہیں۔ پہلے ہی کی طرح خوش و خرم دکھائی دیتا ہے۔"

تانیا اُسے کھانا کھلا کر برتن سمیٹ لے گئی۔ اور وہ کچھ دیر بعد لیٹ گیا۔ شمع نہیں بجھائی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے سرہانے والی کھڑکی پر کوئی ہولے ہولے دستک دے رہا ہو۔

روشن اٹھ بیٹھا! تکیے کے نیچے سے ایک ریوالور نکالا اور کھڑکی کی طرف بڑھنے لگا اور جیسے ہی قریب پہنچا دوسری طرف سے آواز آئی۔ "میں ایک درخت کی شاخ سے لٹکا ہوا ہوں سردار۔ کھڑکی کھول دو۔ میں وہی ہوں جس کی جان تم نے کزک میں بچائی تھی۔"

روشن کھڑکی کھول کر تیزی سے بائیں جانب ہٹا ہی تھا کہ کوئی کھڑکی سے اندر کود آیا۔ ساتھ ہی پلٹ کر پھرتی سے کھڑکی بند کر دی اور آہستہ سے بولا۔ "شمع گل کر دو سردار۔"

روشن نے اسے پہچان لیا تھا وہی تھا۔ لیکن اُسے حیرت تھی کہ وہ یہاں کیوں چلا آیا تھا جان بچا کر بھاگ کیوں نہیں گیا۔ اس نے شمع گل کر دی۔ اور نووارد بولا۔ "میرا نام نیرنگ ہے۔ میں اُس وقت سے انہی اطراف میں منڈلا رہا ہوں اور میں نے بہت کچھ سُنا ہے۔ وہ آج رات ہی کو تمہیں ختم کر دینے کی کوشش کریں گے۔ تم شاید اپنے کسی ساتھی کا پتہ لگانے آئے ہو جو کچھ دن قبل یہاں جانور خریدنے آیا تھا۔"

"ہاں۔ بات تو یہی ہے۔"

"ہوشنگ اپنے کچھ آدمیوں کو باغ میں ہدایات دے رہا تھا۔ رات کے تیسرے پہر وہ کسی

نہ کسی طرح کمرے میں داخل ہو کر تمہارا خاتمہ کر دیں گے۔"

"شکریہ!" روشن سر ہلا کر بولا۔ "میں جاگتا رہوں گا۔"

"اس کے باوجود بھی اتنی مختصر سی جگہ میں اپنا تحفظ نہیں کر سکو گے۔ کُھلی جگہ کی بات ہی اور ہے۔"

"تو پھر مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"اس کھڑکی سے میرے ساتھ باہر نکل چلو۔ درخت کی شاخ مضبوط ہے۔"

روشن کو اس کی یہ تجویز پسند آئی تھی۔ اس نے جلدی جلدی تیاری کی اور اُسی کھڑکی سے درخت کی شاخ پر اُتر گیا۔ نیر نگ اُس کی رہنمائی کو آگے ہی آگے رہا تھا۔ وہ کچھ دیر تک درخت ہی پر رہے۔ پھر جیسے ہی نچلی منزل کی کچھ اور کھڑکیاں تاریک ہوئیں وہ نیچے اتر آئے۔

"گھوڑا کیسے کھولا جائے اصطبل سے۔" روشن بولا۔

"فی الحال گھوڑے کی فکر نہ کرو۔ پہلے کسی محفوظ جگہ پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آج کی رات بہت اہم ہے۔"

روشن اس کے ساتھ چل پڑا۔ نیر نگ اُسے اُس جگہ لایا جہاں ہوشنگ کے جانوروں کے باڑے تھے۔ بڑی توانا اور تندرست گائیں تھیں۔

نیر نگ نے کہا۔ "ہماری پہلی کاروائی یہ ہو گی کہ ہم ان باڑوں کی اُس رخ کی بلیاں نکال دیں جو ہوشنگ کی عمارت کی طرف ہیں۔"

"خوفناک منصوبہ ہے۔" روشن نے کہا۔

"میں اپنے بھائی کے قتل کا انتقام لینے آیا ہوں۔" نیر نگ نے کہا۔ "بس ایک ذرا سی غلطی ہو گئی تھی جس کی بنا پر مارا ہی گیا ہوتا۔ مگر تم نے میری جان بچائی۔"

"اوہ اسے بھول جاؤ۔" روشن نے کہا۔

دونوں نے مل کر باڑے کی مذکورہ رکاوٹیں ہٹا دیں۔ اور نیر نگ نے کہا۔ "اب اس

درخت پر چڑھ چلو۔"

روشن متحیرانہ انداز میں اس کی ہدایت پر عمل کرتا رہا۔ درخت کے اوپر پہنچ کر نیرنگ نے اپنے جھولے سے ایک گولا نکالا اور اسے چقماق کی چنگاریاں دکھائیں۔ گولے نے فوراً ہی آگ پکڑ لی۔ نیرنگ نے وہ جلتا ہوا گولا۔ جانوروں کے باڑے پر پھینک مارا بس پھر کیا تھا قیامت آگئی۔ اس نے یکے بعد دیگرے ایسے ہی تین گولے اور پھینکے۔ جانوروں میں بھگدڑ پڑ گئی اور اُن کا رخ ہوشنگ کی عمارت ہی کی طرف تھا۔ ذرا ہی دیر میں آدمیوں کے چیخنے کی آوازیں بھی آنے لگیں۔ اور روشن نے نیرنگ سے کہا۔ "بھئی کمال کے آدمی ہو۔"

"میں سرخسانی سردار کا عیار ہوں۔ ہوشنگ جیسے لوگ میرے جوتے کی نوک پر رکھے رہتے ہیں۔ میں نے تنہا اس کی بستی کو مسمار کر دیا۔"

"اگر کچھ لوگ زندہ بچے تو دریافت حال کے لیے ادھر ضرور آئیں گے۔" روشن نے کہا۔

"انہیں میری اور تمہاری گولیاں چاٹ جائیں گی۔"

"فی الحال دیکھو کیا ہوتا ہے۔"

سارے باڑے خالی ہو گئے تھے اور دوڑتے ہوئے جانوروں کی سُمّوں کی طوفانی آوازیں فضا میں گونج رہی تھیں۔"

ادھر جہاں یہ دونوں روپوش تھے تاریکی ہی کی حکمرانی رہی۔ روشن کا خیال تھا کہ کچھ دیر بعد کچھ سوار ہاتھوں میں مشعلیں لیے دریافت حال کے لیے جانوروں کے باڑے کی طرف ضرور آئیں گے۔ تو کیا سب روندے گئے۔ سب مر گئے۔ اگر ایسا ہے تو برا ہوا۔ یہ بستی صرف ایک فرد کی وجہ سے گمراہ ہو گئی تھی۔ سب ہوشنگ سے خائف تھے لہٰذا جو وہ چاہتا تھا وہی ہوتا تھا۔

"کیا رات بھر ہم اسی درخت پر بیٹھے رہیں گے۔" روشن نے نیرنگ سے پوچھا۔

"ذرا دیر اور دیکھتے ہیں۔ پھر ایک محفوظ جگہ پر پہنچ کر حالات کے سازگار ہونے کا انتظار کریں گے۔" نیرنگ نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ بپھرے ہوئے جانوروں نے بہتوں کو ہلاک کیا ہو گا۔" روشن نے کہا۔

"اُن کا مقدر۔" نیرنگ نے لاپرواہی سے کہا۔ "ویسے تم چونکہ زیارت گاہ سے تعلق رکھتے ہو۔ اس لیے یہ بھی سوچ رہے ہوگے کہ مرنے والوں میں سبھی گنہگار نہ رہے ہوں گے۔"

"ہاں! مجھے تو یہ سوچنا ہی پڑے گا۔" روشن بولا۔

نیرنگ صرف ہنس کر رہ گیا۔ روشن کو اس کی یہ ہنسی گراں گزری تھی۔ لیکن وہ خاموش ہی رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ درخت سے اُترے اب چاروں طرف قبرستان کا سا سناٹا طاری تھا۔ نیرنگ اُسے ساتھ لے کر ایک طرف چل پڑا۔ اندھیرے میں بھی وہ اسی طرح چل رہا تھا۔ جیسے راستہ دیکھ کر چل رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک غار میں داخل ہوئے جس کے گرد گھنا جنگل پھیلا ہوا تھا۔ صبح تک وہ اُسی غار میں رہے۔

شائد نیرنگ نے اسی غار میں قیام کا انتظام پہلے ہی سے کر رکھا تھا۔ کیونکہ غار کے مختلف حصوں سے اُس نے کھانے پینے کی چیزیں نکالی تھیں اور خشک لکڑیوں میں چقماق سے آگ لگا کر انہیں گرم کرنے لگا تھا۔ روشن خاموشی سے دیکھتا رہا۔ نیرنگ واقعی اعلیٰ درجے کا عیار معلوم ہوتا تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ سرخسان کے سرداری اُسی کی وجہ سے قائم ہو۔

ناشتہ کر کے وہ غار کے دہانے پر آ رُکے اور انہوں نے متعدد گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سُنیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد تین عدد ایسے گھوڑے دکھائی دیئے جن پر سارا ساز و سامان موجود تھا لیکن سوار نہیں تھے۔

"ہمیں انہیں پکڑنا چاہیے۔" روشن آگے بڑھتا ہوا بولا۔ "آخر ہمیں بھی تو گھوڑوں کی ضرورت ہو گی۔"

"ٹھہرو۔!" نیرنگ اس کا بازو پکڑتا ہوا بولا۔ "جلد بازی کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے ہم یہ دیکھیں گے ان کے عقب میں کیا ہے۔"

روشن اندر ہی اندر تاؤ کھا کر رہ گیا۔ یہ نیرنگ تو اَب عقل و دانش کا واحد گہوارہ بن کر رہ

گیا ہے۔ خود اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں رہی۔ نیرنگ نے شائد اس کی اس ذہنی کیفیت کو محسوس کر لیا تھا۔ لہٰذا جلدی سے بولا۔ "تم لوگ مردِ میدان ہو تمہیں کیا پتا کہ مکّاری کس چڑیا کا نام ہے۔ لہٰذا ہوشنگ کے معاملات میں زیادہ تر مجھے ہی سوچنے دو۔"

ذرا ہی دیر میں نیرنگ کا قول کرسی نشین ہوا۔ پانچ گھوڑے اور دکھائی دیئے جن پر سوار موجود تھے۔ روشن نے ہوشنگ کو صاف پہچانا۔ اس کے علاوہ چار گُرگے بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے بائیں ہاتھوں سے گھوڑوں کی باگیں سنبھال رکھی تھیں اور داہنے ہاتھوں میں رائفلیں۔

"یا ابھی یا کبھی نہیں۔" نیرنگ آہستہ سے بڑبڑایا۔ "ہمیں بھی رائفلیں سنبھال لینی چاہئیں کیونکہ ان سے ہمارا فاصلہ زیادہ ہی رہے گا۔"

"اوہو تو کیا پیچھے سے حملہ کرو گے۔" روشن نے کہا۔

"سردار روشن! تم غار ہی میں بیٹھو میں تنہا ان خبیثوں سے نپٹ لوں گا۔"

"میں احسان فراموش نہیں ہوں، تمہیں تنہا نہیں جانے دوں گا۔" روشن نے کہا۔

"ہم دونوں ایک دوسرے کے احسانات سے عہدہ بر آ ہو چکے ہیں کسی کا کسی پر کوئی بھی احسان نہیں۔" نیرنگ نے کہا اور چٹانوں کے اوپر ہی اوپر اسی جانب چلنے لگا۔ جدھر وہ پانچوں سوار گئے تھے۔ روشن بھلا کس طرح اس کا ساتھ چھوڑ سکتا تھا۔ وہ بھی رائفل سنبھالے اُس کے پیچھے چلتا رہا اچانک ایک جگہ نیرنگ رُک گیا۔ اور روشن کو بھی رُکنے کا اشارہ کر کے آہستہ سے بولا۔ "وہ دیکھو۔ وہ گھوڑوں سے اتر کر جھاڑیوں میں چھپنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے بہت پہلے یہ انتظام کر لیا تھا کہ بوقتِ ضرورت غلط راہ پر لگا کر مار لوں گا۔ سردار روشن اسے یاد رکھو کہ اگر آج ہوشنگ بچ گیا تو پورے شکرال کے لیے خطرہ بن جائے گا۔"

"میں سمجھتا ہوں۔" روشن سر ہلا کر بولا۔ "بہر حال میں تمہارا ساتھ دوں گا۔"

"بس تو پھر اب انہیں نکل جانے کا موقع نہ دو۔ جھاڑیوں میں چھپ جانے کے باوجود بھی وہ ہمیں یہاں سے صاف دکھائی دے رہے ہیں۔"

پہلا فائر نیرنگ نے کیا تھا۔ پھر روشن کی رائفل بھی گولیاں اگلنے لگی۔ پانچوں بُری طرح بوکھلا گئے تھے۔ اور پھر ایک ایک کر کے انہوں نے ڈھیر ہونا شروع کر دیا۔ نیرنگ کی گولی پیشانی ہی پر بیٹھتی تھی۔ ہوشنگ نے اپنے گھوڑے کی طرف دوڑ لگائی ہی تھی کہ روشن کی گولی اُس کے بائیں شانے پر لگی اور وہ ایک جھٹکے کے ساتھ مُنہ کے بل زمین پر گرا۔

اتنی بلندی سے تو یہی معلوم ہوتا تھا جیسے نیچے پانچ لاشیں پڑی ہوں۔

"ہوشنگ زندہ ہوگا۔" روشن نے کہا۔ "میں نے اس کے بائیں شانے کا نشانہ لیا تھا۔ دراصل مجھے اس سے کچھ پوچھنا بھی ہے۔"

"مجھے بھی بہت کچھ پوچھنا ہے! یہ تم نے اچھی خبر سنائی سردار روشن۔"

اور پھر وہ ڈھلان میں اُتر ہی رہے تھے کہ انہوں نے پے در پے دو فائروں کی آوازیں سنیں اور ہوشنگ کو چت ہوتے دیکھا اُس کے داہنے ہاتھ میں ریوالور تھا جس سے اُس نے اپنی داہنی کنپٹی پر لگاتار دو فائر کئے تھے۔

"سب کچھ چوپٹ ہو گیا۔" نیرنگ رکتا ہوا بولا۔

"کیا چوپٹ ہو گیا۔" روشن نے حیرت سے پوچھا۔

"اپنے خزانے کا راز اپنے ساتھ ہی لے گیا۔ کروڑوں کی تعداد میں سنہری سکّے اس کے پاس تھے۔" نیرنگ نے کہا۔ وہ دونوں نشیب میں اُتر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ان پانچوں مُردہ جسموں کے قریب پہنچ گئے۔

پھر انہوں نے دو گھوڑے پکڑے اور بستی کی طرف روانہ ہو گئے۔ بستی کی زیادہ تر عمارتیں مسمار ہو گئی تھیں اور ہوشنگ کی قیام گاہ تو اب ایک کھنڈر کا منظر پیش کر رہی تھی۔ ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کر کچھ لوگ اپنی کمین گاہوں سے نکل آئے اور روشن نے انہیں بتانا شروع کیا کہ ہوشنگ نے کس طرح زیارت گاہ کے بڑے عابد کی بد دعائیں لی تھیں اور اس حال کو پہنچا تھا۔ پھر روشن نے تانیا کو تلاش کیا تھا۔ لیکن وہ نہیں ملی تھی۔ اُس کے بارے میں کوئی کچھ

نہیں بتا سکا تھا۔ روشن نے زیارت گاہ کی طرف سے نیر نگ کو وہاں کے انتظامی امور سونپتے ہوئے بستی کے لوگوں کو بتایا کہ سردار نیر نگ وہاں کے حالات کے مطابق کسی اچھے آدمی کا انتخاب کر کے سرداری سے دستبردار ہو جائیں گے۔

اور پھر جب روشن اُس بستی سے واپس ہونے لگا تو نیر نگ نے اُسے روکنے کی کوشش کی اور بولا۔ ”کیا ہوشنگ کا خزانہ بھی نہیں تلاش کرو گے سردار۔“

”نہیں! میں صرف رَبّ عظیم کی نُصرت کے لیے آیا تھا۔ مجھے اُس کے خزانے سے کوئی سروکار نہیں۔“

روشن کا تیز رفتار گھوڑا آگے بڑھ گیا۔

اختتام